۷۸۶

مجموعہ غزلیات اثر

حضرات اہل مذاق پر روشن ہو کہ بندہ حسین بخش متخلص شرر شمس العلما
سید امداد امام صاحب اثر نیوروی عظیم آبادی کے کلام کے ساتھ ایک
خاص شغف رکھتا ہے اسلئے یہ چند غزلین ممدوح کی اس غرض سے شایع کرتا ہے
کہ ارباب معنی ان کے ملاحظہ سے حظ روحانی حاصل فرمائین ممدوح کی
غزل سرای قابل لحاظ ہے راقم کو تمام تر امید ہے کہ ارباب سوز و گداز کو
سخن سنجی ممدوح کی پسند خاطر ہوگی فقط

مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا

۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل از نتیجۂ افکار شمس العلما مولوی سید امداد امام صاحب اثر مدظلہٗ جو گیاؔ کے مشاعرہ مین بتاریخ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء روز شنبہ پڑھی گئی

غزل غیر طرح

اُس بت بے مثال کا پہلو — ہے خدا سے وصال کا پہلو

سوچکر آدمی کرے وہ کام — جس مین ہو احتمال کا پہلو

خال وابرو مین یون کہ جیسے زحل — ہو وبال کے ہلال کا پہلو

دیکھکر رخ کہیگا اے موسیٰ — ہم نے بدلا سوال کا پہلو

کیون نہ اوسکے دہن پہ حجت ہو — اس مین ہے قیل وقال کا پہلو

دشمن بد خیال کیا جانے — ہی جو اپنے خیال کا پہلو

عشق اک بیوفا سے کر بیٹھے — کچھ نہ سوچے مآل کا پہلو

ماہ کو تیس دن کی گردش مین
ایک شب ہے کمال کا پہلو

دل دیا اوسکو اک نگاہ کے ساتھ
نملا دیکھ بھال کا پہلو

مفت کی مے ملیگی اے قاضی
ڈھونڈہ اِس کے حلال کا پہلو

ہو جسے غیب سے نگرم سخن
اس مین ہے اشتعال کا پہلو

ماہ کامل کو صبح ہوتے ہی
نظر آیا زوال کا پہلو

تو جگہ پاے اُسکے پہلو مین
ہے اثر یہ محال کا پہلو

عدو کی آزمایش جب ہماری امتحان تک ہے
تو لازم ہے کہ دیکھو صبر آمین بھی کہانتک ہے

گئے دن تم اڑاو آنکھ صحرا مین غزالون سے
ہمین بھی دیکھنا ہے دیدۂ آہو کہان تک ہے

خزان زندگی ہے تفرقہ اہل محبت کا
مزا دنیا مین جینے کا بہار دوستان تک ہے

قدم رکھا ہے اس صحرا مین میرے یوسف دل نے
کہ جسمین گرد راہ شوق گرد کاروان تک ہے

غم الفت کے افشا سے ہے رسوائی کسی رسوائی
عدو کا دوست بیتابی سے میرا رازدان تک ہے

جہان اندر جہان ہے اے اثر ترکیب عالم کی
کسیکو کچھ نہین معلوم کب سے ہے کہان تک ہے

سیر کرتا جو چمن مین تہ شمشاد آیا
ہاے کیا کیا مجھے وہ سرو روان یاد آیا

عیش گلشن نہ ہوا فصل بہاری مین نصیب
آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

میری قسمت مین پڑا روز ازل تیرا عشق
تیرے حصے مین صنم حسن خداداد آیا

اور بھی ہوگی فزون لذت ایذا اے دل
جور سے باز اگر وہ ستم ایجاد آیا

کفر نے راہ دکھائی مجھے حق کی زاہد
سجدا دیکھ کر اوس بت کو خدا یاد آیا

قید ہستی سے ہوئی مجھکو رہائی آخر
تم مین یاران عدم کاٹ کے میعاد آیا

نہ مجھے خوف خزان ہے نہ تمنائے بہار
سرو کے رنگ مین اس باغ مین آزاد آیا

طوق و زنجیر کی تھی زور جنون مین حاجت
ساتھ حداد کو لیتا ہوا فصاد آیا

کس قدر جور بتان نے ہمین آزار دیا
کچھ ستائے گئے ایسے کہ خدا یاد آیا

اے اثر نکلے مرے آہ و فغان ہجر کی شب
داد بیداد کو وہ بانی بیداد آیا

اور کیا ہوگی جفا جسکو جفا کہتے ہین
وہ میری عرض تمنا کو گلا کہتے ہین

وہ اگر طعن سے دشمن کو برا کہتے ہین
ہم بھی کیا سادہ درون ہین کہ بجا کہتے ہین

بدر سے بندگی شوق مین ہوتا ہے ہلال
ماہ کو در کا ترے ناصیہ سا کہتے ہین

حسن کی شان بھی ہے کہ ہین لب پہ درود
دیکھتے ہین جو تجھے صل علی کہتے ہین

جو دو رنگی زمانہ سے خبر رکھتے ہین
رخ و گیسو کو ترے صبح و مسا کہتے ہین

ہم ہین عاشق نہین معلوم ہمین اے ناصح
کسکو کہتے ہین جفا کسکو وفا کہتے ہین

رند میکش ہے مگر مست ولا بھی ہے اثر

آپ اے حضرت واعظ اسے کیا کہتے ہین

غزل طرح

مین نے دل اپنا نثار عارض زیبا کیا
عاشقی مین مجکو اے ناصح جو کرنا تھا کیا

میرے آگے ذکر اس سے حور جنت کا کیا
تجھے اے واعظ خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

تاب کسکی ہے کہے جو آپ سے یہ کیا کیا
بندہ پرور آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

عمر بھر راتون کو درد غم سے مین رویا کیا
تو مگر اے بخت خفتہ چین سے سویا کیا

مین نے کب تیرے رخ زیبا کا نظارا کیا
اے بت ترسا مین تیری دید کو ترسا کیا

آپ سے شکوہ نہین شکوہ اگر میرا کیا
ہے شکایت غیر سے جس نے عراجا کیا

شمع کو پروانہ گل کو بلبل شیدا کیا
انقلاب عاشقی اس شوخ نے پیدا کیا

فتنۂ گلشن مین نہ اوٹھے اے صبا یہ کیا کیا
بلبلو نہین رنگ روے یار کا چرچا کیا

میرے سننے کے لیے ہین مجتمع اہل سخن
شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے گویا کیا

اس زمین مین ہے غزل گوئی مری لڑکون کا کھیل
قافیہ پر قافیہ بلتا گیا باندھا کیا

اے جنون زیر قدم بہنے لگی اب تو بہار
خار نے تلوون کو میرے لالۂ صحرا کیا

سازگاری عشق کی حیرت دہ صد عقل ہے
دشمن جان کو تماشا ہے کہ دل چاہا کیا

یاد آیا ہجر مین ابرو ترا اے ماہ رو
داغ دل میرا ہلال عید نے تازا کیا

پختہ مغزان جنون سے سامنا جب آپڑا
بوالہوس نے دور سے عشق کا سودا کیا

مجھ سے اگر غیر سے ملنا تمہارا ہو ستم … اوس پہ یہ کہنا ملے اوس سے تو کیا بیجا کیا
واہ کیا صنعت گری ہے کارگاہِ عشق کی … ایک کو مجنون بنایا ایک کو لیلے کیا
کس غضب کی شوخ چشمی ہے کہ چشمِ یار سے … تو نے ہمچشمی کا دعویٰ نرگسِ شہلا کیا
بیقراری کا سبب تھا صبحِ فرقت کا خیال … دل ہمارا وصل کی شب رات بھر دھڑکا کیا
قامتِ بالا دکھاتے ہی قیامت آگئی … عرصۂ گیتی مین محشر آپ نے برپا کیا
اس پری پر مین ہوا مثلِ سلیمان حکمران … گرچہ مورِ ناتوان دشمن نے مجھے سمجھا کیا
اب جہان مین بول بالا اُس قدِ بالا کا ہے … عشقِ آفت خیز نے سب کو تہ و بالا کیا
رہبری آسان نہین صحرا نوردِ عشق کی … خضر میرے وادیِ پُر ہول مین بھٹکا کیا
گو بُرے بندے ہین پر بندے تو ہین اے پارسا … ہم گنہگارون کو بھی اللہ نے پیدا کیا
مردہ قانع کو خدا نے دیدۂ بینا دئے … حرص نے اوس پیٹ کے بندے تجھے اندھا کیا
دشت مین کوسون پسِ ناقہ اڑا کی دور دور … خاکِ مجنون نے خیالِ محملِ لیلے کیا
ذرہ ذرہ روشناسِ جلوۂ فیضان ہے … کون بیگانہ ہے جس سے آپ نے پردا کیا
شہسوارانِ سخن پہنچے نہ میری گرد کو … توسنِ طبعِ روان کو مین نے جب کوڑا کیا
درد کیسی بیقراری تھی شبِ ہجران مجھے … دل کو تھامے رات بھر اٹھا کیا بیٹھا کیا
گرمیِ غم دل سے جاتی ہی نہ تھی اے شعلہ خو … سرد آہین کھینچ کر ہم نے اوسے ٹھنڈا کیا
اشکباریِ عالمِ وحشت کی طوفان خیز ہے … دیدۂ گریان نے میرے دشت کو دریا کیا

بے زبان گل ہین تو مہر و ماہ بھی خاموش ہین — تیرے آگے کب کسی نے حسن کا دعویٰ کیا

قید ہو سکتا نہین صحرا نوردی کا خیال — اپنا تلوا خانۂ زندان مین کھجلایا کیا

اے پری رو تو عجب ماہ سپہر حسن ہے — جس جگہ بیٹھا حسینون نے تجھے ہالا کیا

وہ جو پہلو سے مرے اٹھا بن آئی جان پر — درد پہلو کچھ بڑھا ایسا کہ سر پٹکا کیا

طالبان دید سے ہو جائے اب بیحجاب — ہے غضب جھلکی دکھا کر آپ نے پردا کیا

نسبت عصیان میری جانب خلاف عقل ہے — کہتے ہین ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا

تا سحر سوز محبت سے جلے پروانہ وار — شمع نے جو سامنا اس محفل آرا کیا

سینۂ واگشتہ پر آئے نظر داغ الم — چاک پیراہن نے راز سوز دل افشا کیا

زیر مدفن انتظار حشر مین سوتا ہے کون — ہر کسی سے اوس صنم نے وعدۂ فردا کیا

مین جو کہتا تھا کہ مر جاونگا تیرے عشق مین — شکر ہے اللہ کا اُس نے مجھے سچا کیا

کیا نکلتی حسرت دیدار بزم یار مین — مین نگاہ یاس سے اُس شوخ کو دیکھا کیا

اب ہوائے زینت دستار سر ہو کس طرح — قیس نے دل کو نثار طرۂ لیلیٰ کیا

یا الٰہی کیا ہوا جذب محبت کو مرے — اور وہ کھچتا گیا جتنا اوسے کھینچا کیا

دل بھی ایسا ہے کہ مانے بات اسکی آدمی
ہاے کس کمبخت کا تو نے اثر کہنا کیا

غزل مشاعرہ آنریبل جسٹس سید شرف الدین صاحب مدظلہ

چشم عشاق بنے چہرۂ زیبا ہو کر		آپ کو دیکھتے ہین آپ تماشا ہو کر
شوق سے پیس تن زار کو میری اے چرخ		چشم عالم مین جگہہ پاؤنگا سرما ہو کر
ہاے صورت کدۂ دہر مین کیا کیا تمکین	ق	داخل خاک ہوئین خاک سے پیدا ہو کر
انکا بن بن کے بگڑنا ہے سمجھ سے باہر		عقل انسان کی رہجاتی ہے بس پا ہو کر
ناخن فکر سے یہ عقدۂ مشکل نہ کھلا		راز عالم رہا سربستہ معما ہو کر
دیکھ ثابت قدمی اہل وفا کی اپنے		تیرے کوچہ مین ہے نقش کف پا ہو کر
جتنے بیمار محبت تھے سبھون کو مارا	ق	ملک الموت بنے آپ مسیحا ہو کر
دلبری دی تھی خدا نے تو کرم ہی کرتے		جانستانی لگے کرنے ستم آرا ہو کر
ایک جانب ہے محبت نہین پاتی انجام		مین ترا ہو کے رہون تو رہے میرا ہو کر
سیر گلشن کو اگر جائیگا اے غنچہ دہن		گل پکارین گے تجھے بلبل شیدا ہو کر
واہ ری یاد تری چہرۂ تابندہ کی		دل چمکتا ہے مرا عرش کا تارا ہو کر
جلوۂ دید کو ہے دیدۂ بینا درکار		کوئی کیا دیکھے تیرے حسن کو اندھا ہو کر
دینداری ہے مری کفر کی پردہ داری		کعبہ جاتا ہون بھی اے بت تو کلیسا ہو کر
سادہ رویون سے نہین دلکو لگاتے عاقل		کام نادان کا نہ کر مردم دانا ہو کر
اپنے مطلب کا ہوا کرتا ہے دیوانہ بھی		قیس صحرا کو گیا کوچۂ لیلی ہو کر

دیکھکر عارض رنگین کو ترے گلشن مین — محو حیرت ہوئے گل نرگس شہلا ہو کر

ہجر کی شب مرے نالے جو گئے بالا کو — رہگیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر — مصرعہ رند

ڈھونڈنے قیس کو جب نجد سے نکلی لیلیٰ — رہنما شوق ہوا جادۂ صحرا ہو کر

طور یہ بھی ہے کوئی انجمن آرائی کا — انجمن سے ہو نہان انجمن آرا ہو کر

پردہ داری محبت کی نزاکت دیکھو — چشم یوسف مین پھری خواب زلیخا ہو کر

پہلے مسجود ملائک جو ہوا تھا بندہ — وہی جنت سے نکالا گیا رسوا ہو کر — قطعہ

بے نیازی نے کیسی مجھے بدحال کیا — ہو گیا پست مرا مرتبہ اعلیٰ ہو کر

آدمی کیا ترے اعجاز سخن سے شاہا — کلمہ پڑھنے لگے سنگ بھی گویا ہو کر

تخت و دیہیم و زر و ملک و خدم مال ہین کیا — دولت دین کو نہ کھو طالب دنیا ہو کر

سگ دنیا نہ سمجھ ہون مین علیؑ کا کتا — شیر آتا ہے میرے سامنے کتا ہو کر

کیا ترا ساتھ ازل مین نہ ہوا تھا میرا — مین نہ پہچانون تجھے تیرا شناسا ہو کر

مرتبہ فہم سے انسان کا کہین بالا ہے — عرش اعظم پہ گیا خاک کا پتلا ہو کر

کام لے دیدۂ وحدت سے اگر اے غافل — قطرہ دکھلائے تماشا تجھے دریا ہو کر

خضر و موسیٰ کی حقیقت سے عیان ہوتا ہی — جلوہ فرمائیان کہین آپ نے کیا کیا ہو کر — ق

شکل ظلمات مین دکھلا گئے تاریکی کی — طور پر آئے نظر برق تجلی ہو کر

طور ہی طور ہی صحرا سے طلب مین اپنے — ذرہ ذرہ ارنی کہتا ہے موسیٰ ہو کر

مجمع اہل سخن مین جو فرشتے آئے ہین ہم بھی اس بزم مین آ نکلے تمنا ہو کر

ہمکو انکی کشش کاف کرم نے کھینچا حرف مطلب بنے ہم جلوۂ معنی ہو کر

آج کیون صحبت احباب پہ مرتا ہے اثر

زیر مدفن تجھے کل رہنا ہے تنہا ہو کر

کیون دیکھئے نہ حسن خداداد کی طرف لازم نظر ہے گلشن ایجاد کی طرف

پائے جو تیرے گوشۂ دستار کی ہوا قمری اوڑے نہ طرۂ شمشاد کی طرف

بے اصل اے فلک نظر آتا ہے تو مجھے کرتا ہون غور جب تیری بنیاد کی طرف

گلشن مین کون بلبل نالان کو دے پناہ گلچین و باغبان بھی ہین صیاد کی طرف

مظلوم ہون مگر نہین ملتا کوئی گواہ ہین اہل حشر اس ستم ایجاد کی طرف

نادان کہین پناہ نہین موت سے تجھے کیا دیکھتا ہے قلعۂ فولاد کی طرف

ہمجنس کو ضرور ہے ہمجنس کا خیال رغبت نہو بشر کو پری زاد کی طرف

مضمون کمر کا ہاتھ نہ آیا جو وقت فکر جانا پڑا مجھے عدم آباد کی طرف

تکلیف جوئے شیر کی دیکر جو تھی خجل شیرین نہ دیکھ سکتی تھی فرہاد کی طرف

دیوانگی کا زور تماشا ہے اے پری فصاد کی نگاہ ہے حداد کی طرف

گردن جھکائے شوق شہادت مین ہون روان دل سے چلا ہے کوچۂ جلاد کی طرف

امیدوار چشم عنایت کا ہے غریب دیکھو تو اک نظر دل ناشاد کی طرف

ناصح اگر ستم نہ سہین ہم تو کیا کرین
دل دوڑتا ہے یار کی بیداد کی طرف

بلبل سمجھ رہی ہے کہ گلہاء خندہ رو
رکھتے ہین کان نالہ وفریاد کی طرف

فضل خدا سے اپنی طبیعت ہے بے نیاز
روئے طلب کبھی نہ ہوا داد کی طرف

واعظ سے سنکے قامت طوبیٰ کی خوبیان
دوڑا خیال اک قد آزاد کی طرف

بھولے ہوئے ہین سارے زمانے کی نعمتین
میلان دل جنہین ہے تری یاد کی طرف

یا شاہ جن وانس اثر پر بھی اک نظر
رکھتا ہے آنکھ آپ کی امداد کی طرف

جفائین ہوتی ہین گھٹتا ہے دم ایسا بھی ہوتا ہے
مگر ہم پر جو ہے تیرا ستم ایسا بھی ہوتا ہے

عدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری محفل کی
معاذاللہ انسان کا قدم ایسا بھی ہوتا ہے

رکاوٹ ہے خلش ہے چھیڑ ہے ایذا پہ ایذا ہے
ستم اہل وفا پر دمبدم ایسا بھی ہوتا ہے

حسینونکی جفائین بھی تلون سے نہین خالی
ستم کے بعد کرتے ہین کرم ایسا بھی ہوتا ہے

دل مہجور آخر انتہا ہے ہر نحوست کی
کبھی سعدین ہوتے ہین بہم ایسا بھی ہوتا ہے

نکر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
محبت مین ترے سر کی قسم ایسا بھی ہوتا ہے

نہ ہو درد جدائی سے جو واقف اوسکو کیا کہیے
ہمین وہ دیکھکر کہتے ہین غم ایسا بھی ہوتا ہے

بتون کے ملنے جلنے پر نجا نا اے دل نادان
بڑہا کر ربط کر دیتے ہین کم ایسا بھی ہوتا ہے

ہمین بزم عدو مین وہ بلاتے ہین تمنا سے
کرم ایسا بھی ہوتا ہے ستم ایسا بھی ہوتا ہے

چمن مین جب ہوا سے تیری گیسو بل لگا گرنے
کہا سنبل نے یارب پیچ و خم ایسا بھی ہوتا ہے

جگہ دی مجھکو کعبہ مین خدائے پاک نے زاہد
تو کہتا تھا کہ مقبول حرم ایسا بھی ہوتا ہے

ہوا کرتا ہے سب ہی کچھہ اثر اسکی خدائی مین
کرین دعوی خدائی کا صنم ایسا بھی ہوتا ہے

اتنا ہے کون خستۂ درد جگر کہ ہم
بلبل بھی نالہ کش ہے مگر اس قدر کہ ہم

بے جوہرون کا دعوی توقیر ہے عبث
دنیا مین قدر پاتے ہین اہل ہنر کہ ہم

بالائے بام آپ کے سونے سے ہوگیا
اس سے فروغ یاب ہے چشم قمر کہ ہم

جادوئے چشم سے ہمین دیوانہ کردیا
اس مین قصوروار ہے تو فتنہ گر کہ ہم

تیری گلی مین اے مہ تابان شب فراق
سرگرم نالہ غیر رہا رات بھر کہ ہم

آنکھون مین جائے اشک لہو مین بھرے ہوئے
رکھتا نہین ہے ابر بھی وہ چشم تر کہ ہم

اس گل کے کوی زلف مین تیرا گذر نہین
پھرتی ہوا اے نسیم تو آشفتہ سر کہ ہم

میری شب فراق ذرا باغبان سے پوچھ
بلبل رہی ہے نالہ کنان تا سحر کہ ہم

آگے کرم سے بیش ستم کے جواب مین
کرتا ہے یون عدو سے کوئی درگذر کہ ہم

مژگان و چشم و ابرو و گیسو کے عشق سے
اے دل بلا مین ایسا ہی تو جان پر کہ ہم

روئے سخن کا ہے گلا کیون ہے غیر کو
رکھتے ہو بات چیت مین تم منہ ادہر کہ ہم

دشمن کی موت کا ہمین الزام دیتے ہو
رکھتے ہین اسکین دخل قضا و قدر کہ ہم

اسکے مزے سے ہو گئی مجنون کو کیا خبر
کھاتے ہین دل کے زخم پر جو نیشتر کہ ہم

کوئی گل دمیدہ ہے گلزار مین کہ تو
فریاد کش ہے بلبل شوریدہ سر کہ ہم

حال دل شکستہ جو مین نے بیان کیا
بولے کہ اسکے واسطے ہی شیشہ گر کہ ہم

کیا اُن نگاہ شوخ سے اے یار پوچھیے
دشمن رہا ہے آپ کا مد نظر کہ ہم

دل غیر کو سپرد نہ کرنا تھا جانِ من
اب آپ سر پہ زانو ہین دو دو پہر کہ ہم

کہتے نہ تھے کہ دل کا لگانا عذاب ہے
اب بیقرار ہجر مین تو ہے اثر کہ ہم

غیر نے لاشا اوٹھایا عاشق ناشاد کا
اے ستمگر خاتمہ تو نے کیا بیداد کا

نامۂ اعمال انسان کے پڑے رہجاینگے
جب کُھلے گا حشر مین دفتر تری بیداد کا

روح کو زندان تن کیونکر ہو مشکل بلا
سخت قیدی کیلئے ہی کاٹنا میعاد کا

گر خزون کی دیدے زاہد نہ بدین ہمکو جنان
ہم تماشا دیکھتے ہین گلشنِ ایجاد کا

عشق مین ہوتا ہے نامربوط شکلون کا ظہور
بار دوش پیرزن سر ہو گیا فرہاد کا

چاہ بابل مین ابھی تک دو فرشتے ہین اسیر
واقعی کیا ہی بلا ہے حسن آدم زاد کا

ہے ابھی تک میرے جسم زار مین جانِ حزین
حوصلہ دل مین نہ رہجائے گے تجھے بیداد کا

چرخ ناہنجار کے دم مین اوڑا ڈالے دہوئین
برقِ عالم سوز ہے شعلہ میری فریاد کا

کیجیے جوش جنون کا چل کے صحرا مین علاج
ہی ہر اک خار بیابان نیشتر فصاد کا

چاہ مین گر کر عزیزِ مصر یوسف ہو گیا
کیا ملا اچھا نتیجہ اس مری افتاد کا

اس طرح ہے قیدِ غربت مین نواسنجی مری
زمزمہ جیسے قفس مین بلبلِ ناشاد کا

دل نے باندھی ہے کمر از میان یار گر
حال کھلتا ہے کوئی دم مین عدم آباد کا

غیر کی قدرت نہین توڑے طلسمِ عشق کو
نقش کندہ ہی مرے دل پر تمہاری یاد کا

روضۂ دشمن کی تیاری کا نقشہ کیا کہین
ہر کوئی کھاتا ہے دھوکا گلشنِ شداد کا

کوچۂ قاتل مین چلئے سر بکف مردانہ وار
ننگ ہے لانا زبان پر ہرچہ بادا باد کا

مبتلائے غم بہت تھا مر گیا شاید اثر
شور ہے اغیار کے گھر مین مبارکباد کا

کہان کہان نہین عزت مآب ہو کے پھری
جہان مین اپنی غزل انتخاب ہو کے پھری

دعائے بادہ کشان مستجاب ہو کے پھری
وفورِ رحمتِ حق سے سحاب ہو کے پھری

ہر اک کو ساقیِ میکش نے مستِ دید کیا
نگاہ بزم مین دورِ شراب ہو کے پھری

اڑا کے کوچۂ جانان سے لے گئی جو صبا
ہماری خاک جہان مین خراب ہو کے پھری

رہی نہ شوقِ شہادت کی تشنگی باقی
میرے گلے پہ تیری تیغ آب ہو کے پھری

وہ نوجوان جو ملا ہمسے وقتِ پیری مین
ہماری عمرِ گذشتہ شباب ہو کے پھری

وفورِ شوق سے آنکھون پہ پڑ گیا پردا
مری نظر ترے رخ سے نقاب ہو کے پھری

ہماری خاک ترے آستان روشن کو
برنگِ ذرہ گئی آفتاب ہو کے پھری

بجاے نامہ و قاصد دیار جانان سے
ہماری پاس ہی خط کا جواب ہو کے بکھری

پسند آئی کچھ ایسی کہ سب نے لکھ رکھی
جہان مین میری کہانی کتاب ہو کے بکھری

یہ ظلم ہے کہ زبان بریدہ قاصد کی
پیام وصل کا میرے جواب ہو کے بکھری

گئی جو کوچہ گیسو مین تیرے اے گلرو
چمن کو باد صبا مشکناب ہو کے بکھری

خیال آیا جو دنیا کی بے ثباتی کا
نظر مین صورت ہستی حباب ہو کے بکھری

نظر سے کیا رہ عرفان مین کام لیتا مین
اٹھی عقل ہی میری حجاب ہو کے بکھری

خیالِ جور جو تھا تیرا جو سرگذشتِ عدو
مری نظر مین دم خواب خواب ہو کے بکھری

ہوئی سیاہی اعمال زینت پیری
سفید بالون پہ رنگ خضاب ہو کے بکھری

جدھر جدھر تو گیا بہر سیر گلگون پر
نسیم صبح تری ہمرکاب ہو کے بکھری

اثرؔ خیال مین اِسکے دہان شیرین کے
مری زبان مرے لب پر لعاب ہو کے بکھری

جب تیرے تصور سے ہوئی ہے ہم آغوشی
پہرون ہمین رہتی ہے بیہوشی سی بیہوشی

یہ راز کھلا ہم پر ہنگام قدح نوشی
مدہوشی ہے ہوشیاری ہوشیاری ہے مدہوشی

سر رکھکے ہوئی ہمکو مدفن سے ہم آغوشی
سفاک مبارک ہو تجھکو بھی سبکدوشی

کس فکر مین ہے زاہد کر خوب قدح نوشی
کہتے ہین جسے جنت ہے غم کی فراموشی

ہم تیرا کرم کیونکر اے پیر مغان بھولین
شیوہ ہے کمینون کا احسان فراموشی

شرمندۂ عصیان ہو محشر مین ترا بندہ | ستار تو ہے یارب کر میری خطاپوشی

در پردہ ہے ماتم مین غم اسکو تیون کا ہے | بوجھو نہین زاہد کعبہ کی سیہ پوشی

صورت نے تیری سبکو تصویر بنا ڈالا | ہے محفل خوبان مین بتخانہ کی خاموشی

دشمن سے گلے ملتے وہ شوخ نظر آیا | اے مرگ کہان ہے تو کر ہم سے ہم آغوشی

یہ راز نہین کھلتا کیون دی چمن آرا نے | نرگس تجھے حیرانی سوسن تجھے خاموشی

مشاطہ ہی حیران تھی اُسکی دم آرائش | آئینہ کو تھا سکتہ خود اوسکو تھی بیہوشی

اے یاد جوانی تو سرمایۂ زحمت ہے | پیری مین بڑی رحمت ہے تیری فراموشی

پردہ نہین زیبندہ مشتاق تماشا سے | اس جلوہ نمائی پر اے یار یہ روپوشی

کیا کیا غم ساقی مین پیتے ہین لہو اپنا | ہم رندون کی مے نوشی زاہد ہی بلانوشی

ہستی کی فراموشی آرام کی صورت ہے | جنت مین کہان زاہد ہستی کی فراموشی

بالین اثر پردہ آئے بھی تو کب آئے
جب نزع مین طاری تھی بیچارے کو بیہوشی

تمت بالخیر